



سوال

(148) حدیث وصیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے ایک دوست نے مجھے ایک کاغذ دیا، جس میں لکھا ہوا تھا کہ نبی ﷺ نے امام علی رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی کہ علی! سونے سے پہلے پانچ کام ضرور کرو (1) پورے قرآن مجید کی تلاوت کرو (2) چار ہزار درہم صدقہ کرو (3) کعبہ کی زیارت کرو (4) جنت میں اپنی جگہ محفوظ کر لو اور (5) جھکڑنے والوں کی آپس میں صلح کرادو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ کیسے ممکن ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ قل ھو اللہ احد کو تین بار پڑھنا گویا سارے قرآن کو پڑھنے کے برابر ہے۔ (2) اگر آپ چار دفعہ سورت فاتحہ پڑھیں تو گویا چار ہزار درہم کا صدقہ کیا (3) اگر آپ دس دفعہ یہ پڑھ لیں کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَظِيمِ“ تو آپ نے جنت میں اپنی جگہ کو محفوظ کر لیا اور (5) اگر آپ دس دفعہ یہ پڑھیں: ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“ تو آپ نے گویا جھکڑنے والوں میں صلح کرادی۔

کیا یہ اقوال صحیح ہیں؟ مجھے تو صرف یہ معلوم ہے کہ سورۃ اخلاص کا پڑھنا ثلاث قرآن کے برابر ہے تو سوال یہ ہے کہ ان مذکورہ بالا اقوال کے بارے میں شریعت کی کیا رائے ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ حدیث جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مذکورہ بالا وصیتیں فرمائیں، یہ جھوٹی اور موضوع حدیث ہے۔ اسے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرنا یا آپ کے حوالہ سے بیان کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو شخص نبی ﷺ کے حوالہ سے کوئی ایسی حدیث بیان کرے، جو اس کی رائے میں جھوٹی ہو تو وہ بیان کرنے والا بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور جو شخص جان بوجھ کر نبی ﷺ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اسے بیان کرے کہ یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے تاکہ لوگ اس سے اجتناب کریں تو پھر اسے بیان کرنے کا اجر و ثواب ملے گا، بہر حال مذکورہ بالا حدیث جھوٹی ہے۔ اسے ازراہ جھوٹ نبی ﷺ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

یہاں ایک اور بات کی طرف توجہ مبذول کروانا بھی ضروری ہے اور وہ یہ کہ سائل نے اپنے سوال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے امام کا لفظ استعمال کیا ہے لایب حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی دیگر خلفاء راشدین کی طرح یکے ازائمہ ہیں کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی امام ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی امام ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی امام ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امام ہیں کیونکہ یہ چاروں خلفائے راشدین ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:



مجلسِ ابحاثِ اسلامی
محدث فتویٰ

(ہدایکم بسنتی وسنتی الخلفاء المہدیین الراشدین من بعدہ) (سنن ابی داود السنہ باب فی لزوم السنۃ حدیث : 4607 وجامع الترمذی العلم باب ما جاء الاخذ بالسنۃ واجتناب البدعہ حدیث : 2676)

”میری سنت اور میرے بعد کے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا۔“

تویہ وصف حضرت ابو بکر عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہ سب پر منطبق ہوتا ہے۔

تویہ وصف حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہ سب پر منطبق ہوتا ہے۔

امامت صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاصہ نہیں ہے بلکہ یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جس کی اقتداء کی جائے، یہی وجہ ہے کہ جو نمازیں امامت کے فرائض سرانجام دے اسے امام جماعت کہا جاتا ہے، اسی طرح جو شخص مسلمانوں کے امور و معاملات میں امامت کے فرائض سرانجام دے اسے بھی امام کہا جاتا ہے کیونکہ وہ راہنما و پیشوا ہوتا ہے اور اس کی بھی اقتداء کی جاتی ہے۔ کچھ لوگوں کا کلمہ امام سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ معصوم عن الخطاء ہے، تویہ ایک غلط تصور ہے کیونکہ مخلوق میں سے کوئی بھی معصوم عن الخطاء نہیں، سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ پچالے۔ اولیاء اللہ سے بھی دوسرے انسانوں کی طرح غلطیاں ہوتی ہیں اور وہ بھی توبہ کرتے ہیں کیونکہ ہر ابن آدم خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کر لیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج 4 ص 127

محدث فتویٰ